۷۔ مظفر حنفی سے ایک ملاقات

ادارہ

پہلی بات : عام طور پر ملازمت حاصل کرنے سے پہلے انٹرویو دینا ہوتا ہے۔اس لفظ کے عام معنی آپسی گفتگو ہے۔اس قسم کے انٹرویو کے ذریعے ادارے اور کمپنیاں قابل اشخاص کا انتخاب کرتی ہیں۔ ایسے انٹرویو میں ملازمت کے امیدوار شخص کی عام معلومات، اہلیت، ذہنی استعداد اور شخصیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

انٹرویو کی ایک اور قسم ہے جس کے ذریعے کسی اہم شخصیت کے کارناموں کا تعارف حاصل کرنے کے علاوہ اس کی شخصیت اور اندازِ فکر سے واقفیت حاصل کی جاتی ہے۔ اس کا تعلق ملازمت سے نہیں ہوتا۔ اس قسم کے انٹرویو سے ہمیں کسی شخص کے خیالات، ذہنی رجحانات اور شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کی سہولت کے سبب انٹرویو کی کئی قسمیں وجود میں آئی ہیں۔ انٹرویو میں سماجی، سیاسی، ادبی، علمی اور دینی موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ رسالے، ویڈیو کانفرنسنگ اور ٹیلی فون انٹرویو کے اہم ذرائع ہیں۔ بالمشافہ گفتگو کے علاوہ سوالنامے کے ذریعے بھی انٹرویو کیے جاتے ہیں۔

جان پہچان : محمد ابوالمظفر (مظفر حنفی) یکم اپریل ۱۹۳۶ء کو کھنڈوہ (مدھیہ پردیش) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اُردو میں ایم اے اور پی ایچ۔ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ایل ایل بی بھی کیا۔ مظفر حنفی شاؔد عارفی کے آخری شاگرد ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ان کا تقرر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبۂ اُردو میں ہوا۔ پھر ۱۹۸۹ء میں وہ کلکتہ یونیورسٹی میں 'اقبال چیئر' پروفیسر اور صدر شعبۂ اُردو مقرر ہوئے۔ وہ ۲۰۰۱ء میں وہاں سے سبکدوش ہو کر ادب کی تخلیق میں مصروف ہیں۔

اسّی سے زیادہ کتابوں کے مصنف، مرتب اور مترجم مظفر حنفی نے اُردو کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ انھیں کئی اکیڈمیوں اور اداروں سے انعامات مل چکے ہیں۔ 'پانی کی زبان، تیکھی غزلیں، کھل جا سم سم، طلسمِ شخصیات، نقد ریزے، تنقیدی ابعاد، شاؔد عارفی : شخصیت اور فن' ان کی چند اہم کتابیں ہیں۔ ان کا انتقال ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو دہلی میں ہوا۔

ملاقاتی : اپنی زندگی کے ابتدائی حالات سے متعلق کچھ بتائیں۔

مظفر حنفی : میرا بچپن، لڑکپن اور جوانی سبھی غربت و اِفلاس اور سماجی بے انصافیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گزرے ہیں۔ مختصراً عرض ہے کہ میرا پرائمری اور مڈل اسکول کا زمانہ انتہائی عُسرت میں بسر ہوا۔ والد صاحب کھنڈوہ میں پرائمری اسکول کے ٹیچر تھے۔ والدہ تین بیٹیوں اور ایک بیٹے کے ساتھ آبائی وطن ہسوہ (فتح پور) میں رہنے پر مُصر تھیں۔ کھنڈوہ سے دس روپے کا منی آرڈر ہر مہینے آتا تھا جس میں ہم پانچ نفر مہینے بھر تنگی ترشی میں بسر کرتے تھے۔ اس افلاس کے زمانے میں مڈل اسکول کے امتحان میں بورڈ کے پچیس ممتاز طلبہ کی فہرست میں میرا نام بھی تیسرے مقام پر تھا۔ اس دوران والد صاحب ملازمت سے سبکدوش ہوگئے۔ میں ۱۹۵۲ء میں کانپور چلا گیا جہاں بہت تکلیفیں جھیل کر دو برس تک ملازمت کی تلاش میں بھٹکنے اور ناکام رہنے کے بعد بھوپال میں مڈل اسکول ٹیچر کی ملازمت ملی۔ تقرر دور دراز کے جنگلی اور دلدلی علاقے میں ہوا۔ متعصب اور تنگ نظر افسروں کی زیادتیوں کے خلاف احتجاجاً تین برس بعد میں نے استعفیٰ دے دیا۔ والدین کی خواہش کے مطابق میں نے دوبارہ ملازمت کی۔ پھر میری شادی ہوگئی۔ چودہ برس تک محکمۂ جنگلات

میں کلرک رہ کر ایم اے، ایل ایل بی اور پی ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔قلیل تنخواہ میں والدین اور بہنوں کی کفالت کے ساتھ اپنے بیوی بچوں کی پرورش کے لیے خاصے پاپڑ بیلنے پڑے۔

ملاقاتی : آپ نے رسائل کے لیے کب لکھنا شروع کیا؟ آپ کی ابتدائی تخلیقات کہاں شائع ہوئیں؟

مظفر حنفی : کہانیاں اور داستانیں پڑھنے کا میرا شوق لڑکپن ہی میں جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ تیرہ برس کی عمر میں عین امتحان کے زمانے میں والد مرحوم نے 'طلسم ہوش ربا' پڑھتے ہوئے مجھے پکڑ لیا۔ خاصی سرزنش کی اور یہ بھی کہا کہ ایسا ہی شوق ہے تو پڑھ لکھ کر اس لائق بنو کہ تمھاری تحریریں دوسرے پڑھیں۔ چنانچہ اسی وقت سے چل میرے خامے بسم اللہ ... دہلی سے بچوں کا رسالہ 'کھلونا' نیا نیا جاری ہوا تھا۔ بچوں کے لیے میرے تحریر کردہ لطیفے، کہانیاں، نظمیں اسی پرچے میں چھپیں۔ پھر 'پھلواری' (دہلی)، 'ٹافی، کلیاں' (لکھنؤ)، 'دوست' (کراچی) اور ہند و پاک کے دوسرے بچوں کے رسالوں کے لیے میں نے خوب خوب لکھا۔ مقامِ شکر ہے کہ حکومتِ ہند کی مطبوعہ درسی کتابوں سے لے کر دیگر کئی ریاستوں کی درسی کتابوں میں میری تخلیقات شامل ہیں۔ میں اب بھی بچوں کے لیے نظمیں وغیرہ لکھتا رہتا ہوں۔

ملاقاتی : بچوں کے ادب میں کون سی خصوصیات ضروری ہیں؟

مظفر حنفی : ہم اپنے بچوں کو جادوگروں، پریوں اور آسیبوں کی کہانیاں بہت سنا چکے، آج کے بچوں میں بھی کچھ یقیناً ایسے ہوں گے جنھیں جادوئی کہانیاں پسند ہوں گی۔ ہندوستان کی تقریباً ہر زبان میں ایسی تخلیقات پہلے ہی سے موجود ہیں۔ آج بچوں کا ادب تخلیق کرنے والوں کو اپنے موضوعات اپنے آس پاس کی زندگی کے مختلف گوشوں سے منتخب کرنے ہوں گے جن میں میرے بیان کردہ مسائل یا ان سے ملتے جلتے ہزاروں دوسرے مسائل شامل ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ موجودہ ہندوستان کا بچہ جو پچھلی صدی کے بچوں سے کہیں زیادہ ذہین اور باشعور ہے، محض کوہِ قاف اور طلسماتی کہانیوں ہی سے دلچسپی رکھتا ہو۔

ملاقاتی : اگر ایسا ہے تو آپ کے خیال میں آج کل کے بچوں کے لیے کس قسم کے موضوعات پر بچوں کا ادب لکھا جانا چاہیے؟

مظفر حنفی : گزشتہ برسوں میں راکیش شرما کی خلائی مہم میں بچوں نے جس گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا، وہی میرے خیال کا منہ بولتا جواب ہے کہ آج بچے مصنوعی سیّاروں، روبوٹ، کمپیوٹر اور پَن ڈُبیّوں کو وہی درجہ دیتے ہیں جو کل ماضی میں دیوؤں اور پریوں کو حاصل تھا۔ آج کے بچے کا کوہِ قاف خلا ہے اور پرستان انٹارکٹکا ہے۔ کوئی بھی موضوع، خواہ وہ سماجی برائیوں سے تعلق رکھتا ہو یا کوہ پیمائی سے، وہ سائنسی مہم ہو یا جنگ جوئی، بذاتِ خود دلچسپ نہیں ہوا کرتا۔ اسے دلچسپ بناتا ہے ہمارا برتاؤ اور سلیقہ۔ البتہ مقصدی کہانیاں لکھتے ہوئے ہمیں اس نکتے کو ضرور ملحوظ رکھنا ہوگا کہ بچہ براہِ راست اخلاقیات اور پند و نصیحت کا درس سننا پسند نہیں کرتا۔ یہ کڑوی گولیاں اسے اسکول اور گھر میں کافی کھلائی جا چکی ہیں۔ کہانیوں کی کتابوں اور رسالوں کا سہارا وہ تفریح کی غرض سے لیتا ہے۔ چنانچہ ہمارے فنکاروں کو اپنے مقاصد شہد و شکر میں لپیٹ کر پیش کرنے ہوں گے۔ مجھے سوفی صد یقین ہے کہ ایسی مقصدی کہانیاں اور ادب جن میں بچوں کی دلچسپی کا وافر سامان بھی موجود ہوگا، واضح نصیحتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ کارگر ثابت ہوں گے اور ان ہی کے بطن سے ایک

صاف سُتھرا، پرسکون، ترقی یافتہ روشن ہندوستان برآمد ہوگا۔

ملاقاتی : دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں بچوں کے ادب کی فنی و تدریسی صورتِ حال کیا ہے؟

مظفرحنفی : دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں بہت سی زبانیں رائج ہیں۔ میں ان سے واقف نہیں ہوں البتہ انگریزی سے یاد اللہ ہے اور اس میں ادبِ اطفال کا انتہائی عمدہ اور معیاری ذخیرہ موجود ہے جو پیش کش کے لحاظ سے بھی بہت دلکش ہے۔

ملاقاتی : ہمارے نامور ادیبوں اور شاعروں نے بچوں کا ادب تخلیق کیا تھا، آج ہمارے مشہور قلم کار اس طرف توجہ کیوں نہیں دیتے؟

مظفرحنفی : کوئی ایسا شاعر نہیں جس نے بچوں کے لیے ادب تخلیق نہ کیا ہو۔ میرؔ، سوداؔ وغیرہ کے علاوہ غالبؔ نے تو بچوں کے لیے 'قادرِنامہ' بھی لکھا ہے۔ ان کے بعد اقبالؔ کو لیجیے۔ اقبالؔ نے بچوں کے لیے کتنی اچھی نظمیں لکھی ہیں۔ آگے چلیں تو فیضؔ، کرشن چندر اور عصمت چغتائی ہیں۔ پھر حفیظؔ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، مرزا ادیب، قرۃ العین حیدر کے نام مجھے یاد آرہے ہیں۔ ان کے جو دوسرے کارنامے ہیں، ان کی جانب لوگوں نے خوب توجہ کی لیکن ادبِ اطفال کو اپنی بنیاد بنانے والے ادبا و شعرا کو اس لائق نہیں سمجھا گیا کہ ان پر کچھ لکھا جائے۔ ادبِ اطفال کی جانب نئے لکھنے والے اس لیے بھی کم مائل ہوتے ہیں کہ وہاں سے حاصل کچھ نہیں ہوتا۔

ملاقاتی : بچوں کے غیر لسانی ادب مثلاً کارٹون، ویڈیوز، اینی میشن فلمیں وغیرہ کی تعلیمی اہمیت کیا ہے؟ یہ بچوں کی کردار سازی میں کس حد تک مفید ہیں؟

مظفرحنفی : بے شک تدریسی کام میں یہ سب بہت معاون ہیں البتہ کردار سازی کے ساتھ یہ چیزیں بعض منفی اثرات بھی پیدا کرتی ہیں۔ بچے اکثر کامکس کے بہت عادی ہوجاتے ہیں۔ اس طرح پڑھنے لکھنے کا انھیں وقت نہیں ملتا اور صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے اس لیے ان کے دیکھنے یا پڑھنے میں توازن ضروری ہے۔

ملاقاتی : ٹیلی وِژن اور موبائل فون کو ادب کے لیے ایک چیلنج تصوّر کیا جارہا ہے۔ لوگ اور خاص طور پر طلبہ کتابوں سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

مظفرحنفی : ٹیلی وِژن اور موبائل فون وغیرہ صرف ادب کے لیے ہی نہیں، پورے پرنٹ میڈیا کے لیے چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ آپ کی تشویش درست ہے۔ پچھلے لوگ کہتے تھے چور کو نگہبان بنا دینے سے چوریاں رُک جاتی ہیں۔ ایسا کچھ کیا جائے کہ تدریس و تعلیم کے لیے الکٹرانک میڈیا ہی میں زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کی جائے۔

ملاقاتی : اُردو ادبِ اطفال میں آپ کا حصہ کیا اور کتنا ہے؟

مظفرحنفی : نثر میں کہانیوں کے میرے تین مجموعے 'نیلا ہیرا، بندروں کا مشاعرہ، حلوہ چور'، بچوں کی نظموں کے چھے مجموعے 'کھیل کھیل میں، نرسری کے گیت، چٹخارے، مزے دار نظمیں، بچوں کے لیے، بول میری مینا' شائع ہوچکے ہیں۔

ملاقاتی : بچوں کے ادب کی ترقی کے لیے کون سے اقدامات ضروری ہیں؟

مظفرحنفی : بچوں کے لیے لکھتے وقت مصنف کو خود بچہ بن جانا چاہیے یعنی بچوں کی نفسیات سے اس کا بخوبی واقف ہونا ضروری

ہے۔مصنّف کا مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ بھی وسیع اور متنوّع ہو۔ وہ تحریر میں بچوں کی دلچسپی کا وافر مواد مہیا کرے۔ ظرافت سے بھرپور کام لے۔ قدیم لوک کہانیوں اور داستانوں کو دورِ حاضر کی سائنسی ایجادات سے آمیز کرکے ادب تخلیق کیا جائے تو کارآمد نتائج برآمد ہوں گے۔ اُردو میں نرسری رائمز کی سخت کمی ہے، لکھنے والوں کو اس طرف مائل کرنا چاہیے۔ دیکھا جارہا ہے کہ زیادہ تر اساتذہ ہی بچوں کے لیے نصیحتوں کی پوٹ جیسی کہانیاں اور نظمیں لکھتے ہیں۔ بڑے اور مستند شاعروں اور ادیبوں کی ادبِ اطفال کی تخلیق میں شرکت لازمی ہے۔ بچوں کے لیے شاعری کرنے والوں کے مشاعرے ہونے چاہئیں۔ بچوں کے لیے لکھنے والوں کو ٹیلی وِژن اور ریڈیو پر زیادہ مواقع فراہم کرنا چاہئیں۔

ملاقاتی : اُردو زبان کے طلبہ و طالبات کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

مظفرحنفی : کامیابی کے لیے محنت، خوب محنت کی ضرورت ہے، اور کوئی شارٹ کٹ تلاش کرنا بے کار ہے۔ ہر ناکامی عارضی ہوتی ہے اور زیادہ کوشش کرنے کی نصیحت کرتی ہے۔ اللہ بڑا منصف ہے۔

ملاقاتی : بچوں کے لیے لکھی گئی اپنی کوئی نمائندہ نظم عنایت فرمائیں۔

مظفرحنفی : لیجیے سنیے ۔

دس روپے فی بوتل پانی — ہکّا بکّا رہ گئی نانی
اپنا بچپن یاد کیا تو — ارزانی سی تھی ارزانی
بارہ آنے سیر اصلی گھی — گیارہ آنے تولہ چاندی
کیلے تھے دو پیسے درجن — چاول پانچ آنے پنسیری
بائیسکوپ ٹکٹ ایک آنہ — ایک اٹھنّی کا پاجامہ
اسکولوں میں فیس نہیں تھی — کالج دو روپے ماہانہ
نانا کی تنخواہ جو پوچھی — کل پینتالیس روپیا نکلی
پینتالیس ہزار کے لگ بھگ — پاتے ہیں ابّو اور امّی

معانی واشارات

عسرت	غربت، افلاس	جانفشانی	سخت محنت
نفر	شخص	مستحکم	مضبوط
پاپڑ بیلنا	مشکلات کا سامنا کرنا	کفالت	پرورش کی ذمے داری
یاد اللہ ہونا	تعلق ہونا	چولا بدلنا	بھیس بدلنا
سرزنش کرنا	برا بھلا کہنا، سختی سے ڈانٹنا	وافر	بہت زیادہ مقدار میں
خامہ	قلم	نرسری رائمز	کم عمر بچوں کے لیے گیت

* ’جان پہچان‘ کا مطالعہ کرکے ذیل کا شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

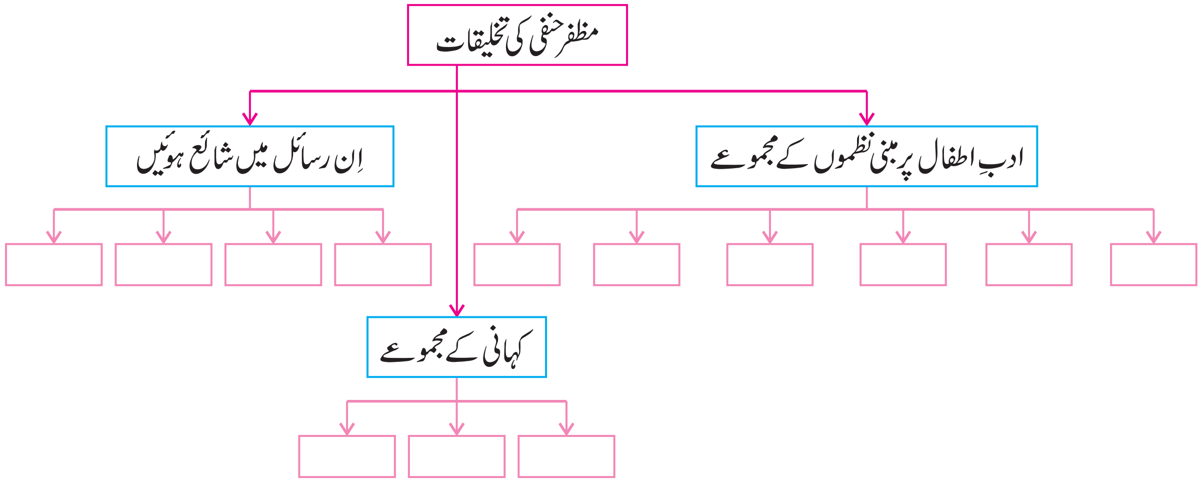

* سبق پڑھ کر ذیل کے رواں خاکے مکمل کیجیے۔

۱۔

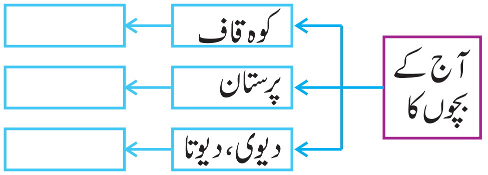

۲۔

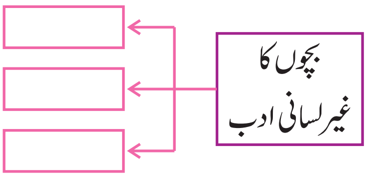

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ اُس امتحان کا نام لکھیے جس میں مظفر حنفی نے ممتاز طلبہ میں تیسرا مقام حاصل کیا۔

۲۔ اس مقام کا نام لکھیے جہاں مظفر حنفی نے پرائمری اور مڈل اسکول کی تعلیم مکمل کی۔

۳۔ اس مقام کا نام لکھیے جہاں سے مظفر حنفی نے تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔

* ذیل کے بیانات سے صحیح متبادل کو الگ کرکے لکھیے۔

۱۔ مظفر حنفی کے ملازمت سے استعفیٰ دینے کی وجہ ...

(i) تقرر جنگلی اور دلدلی علاقے میں ہوا تھا۔

(ii) تنخواہ بہت کم تھی۔

(iii) افسروں کے سلوک کے خلاف احتجاج تھا۔

۲۔ مظفر حنفی کے مطابق آج کل کے بچے صرف ...

(i) روبوٹ اور کمپیوٹر کی کہانیوں میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

(ii) کامک اور کارٹونی کہانیوں میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

(iii) کوہِ قاف اور طلسماتی کہانیوں میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

* ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ ادبِ اطفال کے ادیبوں کو مظفر حنفی نے جو نصیحتیں کی ہیں، ان میں سے کسی دو کو بیان کیجیے۔

۲۔ اس سبق میں آئے ہوئے بچوں کے ادیبوں میں سے کسی ایک کا نام اور ان کی کسی تصنیف کا نام لکھیے۔

۳۔ بچوں کا ادب شائع کرنے والے دو رسالوں اور ان کے مدیروں کے نام لکھیے۔

۴۔ ’ٹیلی وِژن اور موبائل ادب کے لیے چیلنج ہیں‘ اس بیان پر اپنی رائے دیجیے۔

۵۔ مظفر حنفی کی نظم کے مرکزی خیال کو واضح کیجیے۔

* سبق میں استعمال کیے ہوئے دو محاوروں کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہوجائے۔

* مظفر حنفی کی زندگی کے ابتدائی حالات اپنے لفظوں میں لکھیے۔

* بچوں کے ادب کی خصوصیات سبق کی روشنی میں لکھیے۔

* ٹیلی وِژن اور موبائل تعلیم کے لیے مفید ہیں یا مضر؟ اپنی رائے تحریر کیجیے۔

* غیر لسانی ادب کے منفی اثرات لکھیے۔
* سبق میں آئے ہوئے انگریزی الفاظ کی فہرست بنائیے۔
* "والد مرحوم نے 'طلسم ہوش ربا' پڑھتے ہوئے مجھے پکڑ لیا۔ خاصی سرزنش کی۔" وجہ لکھیے۔
* "بچوں کے لیے لکھتے وقت مصنف کو خود بچہ بن جانا چاہیے۔" اس جملے کی وضاحت کیجیے۔
* صحیح متبادل کا انتخاب کرکے جملہ مکمل کیجیے۔

۱۔ میرا بچپن، لڑکپن اور جوانی سبھی غربت و افلاس اور .... بے انصافیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گزرے ہیں۔ (خاندانی ، سماجی ، معاشرتی)

۲۔ میرا پرائمری اور مڈل اسکول کا زمانہ انتہائی .... میں بسر ہوا۔ (عسرت ، عجلت ، حسرت)

۳۔ اُس .... کے زمانے میں مڈل اسکول کے امتحان میں بورڈ کے پچیس ممتاز طلبہ کی فہرست میں میرا نام بھی تیسرے مقام پر تھا۔ (افلاک ، افلاس ، اخلاص)

۴۔ قلیل تنخواہ میں والدین اور بہنوں کی .... کے ساتھ اپنے بیوی بچوں کی .... کے لیے خاصے پاپڑ بیلنے پڑے۔ (کفالت ، سہولت ، پرورش ، ورزش)

* فقرے کے لیے ایک لفظ لکھیے، مثلاً

ادب لکھنے والا ← ادیب

۱۔ ترتیب دینے والا ← [ ]

۲۔ تصنیف کرنے والا ← [ ]

۳۔ تحریر کرنے والا ← [ ]

۴۔ ترجمہ کرنے والا ← [ ]

* لاحقہ 'ساز' اور سابقہ 'نا' لگا کر چار چار مرکب الفاظ بنائیے۔
* مثال کے مطابق واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیے۔

مثال: صنف : اصناف

۱۔ سلف : [ ]

۲۔ [ ] : اطفال

۳۔ [ ] : افکار

انٹرویو/ مکالمہ

* آپ کے شہر میں منعقدہ 'اُردو کتاب میلہ' میں بچوں کی کتابوں کے اسٹال پر دکاندار اور طالب علم کے درمیان ہونے والے مکالمے کو تحریر کیجیے۔
* 'یومِ مطالعہ' کے موقع پر اسکولی تقریب کے مہمانِ خصوصی ادیب الاطفال سے اُردو زبان، کتابوں اور مطالعے سے متعلق انٹرویو لیجیے۔

تحریری سرگرمی

* نکات کی مدد سے 'میری پسندیدہ کتاب' پر مضمون لکھیے۔

کتاب کا نام - مصنف کا نام - موضوع - پسندیدگی کی وجہ

سرگرمی / منصوبہ

۱۔ غالبؔ کی مشہور نظم 'قادر نامہ' حاصل کرکے پڑھیے۔

۲۔ بچوں کے چند رسالوں کے بارے میں لکھیے۔

۳۔ علامہ اقبالؔ کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظموں کو تلاش کر کے پڑھیے اور اپنی پسندیدہ نظم لکھ کر تبصرہ کیجیے۔

عملی قواعد

فقرہ

اس سبق میں آپ نے ایک نظم بھی پڑھی ہے۔ اس نظم میں آنے والے چند الفاظ یہ ہیں :

- دس ، پانی ، بچپن ، تو ، ارزانی ، آنے
- اصلی ، سی ، تولہ ، کیلے ، چاول
- ٹکٹ ، پاجامہ ، کا ، فیس ، نانا ، جو ، کل
- نکلی ، ہزار ، ہیں ، کے ، اور ، امی

اگر ان لفظوں کو ہم پڑھیں تو چند لفظوں کے معنی ہم اچھی طرح جانتے ہیں (دس ، پانی ، بچپن ، نانا ، امی وغیرہ) اور چند الفاظ (تو ، سی ، کا ، جو ، کے وغیرہ) بے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ پہلے قوسین میں دیے گئے 'الفاظ' ہیں اور دوسرے قوسین میں دیے گئے 'حروف' ہیں۔ زبان الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اگر دی گئی مثال کی طرح الفاظ بے ترتیب رہیں تو لفظوں کے معنی تو ہم جان لیں گے لیکن اس مجموعے سے کوئی معنی ہماری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ البتہ ان میں سے چند الفاظ اگر ایک خاص ترتیب میں آئیں تو ان کے کچھ معنی سمجھ میں آ سکتے ہیں جیسے

- دس روپے کے چاول
- اصلی ٹکٹ
- امّی کے نانا وغیرہ

لفظوں کے ان مجموعوں میں پورے معنی واضح نہیں ہوتے۔ لفظوں کے ایسے مجموعے جن میں الفاظ ایک خاص ترتیب میں آئیں لیکن ان سے پوری بات سمجھ میں نہ آئے تو انھیں 'فقرہ' کہتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں آنے والے فقروں سے چونکہ پوری بات سمجھ میں نہیں آتی اس لیے انھیں 'فقرۂ ناقص' کہا جاتا ہے۔

ذیل میں دیے گئے فقروں کو غور سے پڑھیے۔

- آپ کی دعا سے / خدا حافظ / زمانہ خراب ہے / بس زبان چلتی ہے
- چلیے ، بات ختم / خدا نہ کرے / ہائے اللہ وغیرہ

ان میں کچھ فقرے نامکمل اور کچھ فقرے مکمل جملے ہیں۔ فقروں کی دوسری قسم کا استعمال ہم اپنی زبان میں ہمیشہ کرتے رہتے ہیں اس لیے انھیں **روزمرہ** کہا جاتا ہے۔

* **پڑھے گئے اسباق سے روزمرہ کی دس مثالیں تلاش کیجیے۔**

***

گزشتہ جماعتوں میں آپ محاورے کے تعلق سے پڑھ چکے ہیں جو فقرے کی تیسری قسم ہے۔ ذیل میں محاوروں کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ ان پر غور کیجیے :

چار چاند لگانا ، ٹس سے مس نہ ہونا ، ہوا سے باتیں کرنا ،
ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دینا ، قسم کھانا ، باتیں بنانا ، رونا رونا وغیرہ۔

آپ جانتے ہیں کہ محاورہ کیا ہوتا ہے۔ آپ محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال بھی کرتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں دیکھیے کہ تمام محاورے افعال کی صورت میں یعنی لگانا ، ہونا ، کرنا ، دینا ، کھانا ، بنانا ، رونا جیسے لفظوں پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ محاورے کی پہچان ہے کہ ہمیشہ کسی فعل کی مصدری

حالت میں ختم ہوتا ہے۔ ان کے معنی لفظوں کے عام معنی سے الگ ہوتے ہیں جیسے اوپر کی مثال میں پہلا محاورہ دیکھیے۔ اس میں تین الفاظ 'چار، چاند، لگانا' شامل ہیں۔ چار ایک عدد ہے، چاند بھی آپ نے دیکھا ہے اور لگانا (فعل) کے معنی سے آپ واقف ہیں لیکن یہ الفاظ جب محاورہ بناتے ہیں تو اب ان کے مجموعی معنی ہوتے ہیں: عزّت بڑھانا۔ **محاورہ** فقرے کی تیسری قسم ہے۔

✳ **مثال میں دیے گئے محاوروں کے معنی لغت سے معلوم کر کے انھیں اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معنی واضح ہو جائیں۔**

✱✱✱

کہاوت یا ضرب المثل کے بارے میں بھی آپ گزشتہ جماعتوں میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ فقرے کی چوتھی قسم ہے۔ چند مثالیں:

جہاں چاہ، وہاں راہ/ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا/ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے/ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا/ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

کہاوت کا استعمال بات میں زور پیدا کرنے کے لیے کیا جاتا ہے لیکن اس کے استعمال میں اس سے پہلے ایک ایسا خیال بیان کرنا ضروری ہے جس کی مثال میں کہاوت کہی جا سکے۔

✳ **ذیل کے بیانات کو پڑھ کر ان کی مثال میں بولی جانے والی کہاوت اوپر کی مثالوں سے چن کر لکھیے۔**

۱۔ ایک بچہ پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی تعلیم پوری کرنے کے لیے ہر مشکل کا سامنا کیا اور ایک دن وہ ایک کامیاب ڈاکٹر بن ہی گیا۔

۲۔ میں یہ کام تو کر سکتا ہوں مگر اس کام کو پورا کرنے کے لیے آپ جو اوزار مجھے دے رہے ہیں، وہ پرانے اور ٹوٹے ہوئے ہیں۔ نئے اوزار ہمارے گاؤں میں نہیں ملتے اس کے لیے تو ممبئی جانا پڑے گا۔ آپ اوزار لے آئیے ورنہ مشکل ہے۔

✳ **اپنے استاد کی مدد سے کسی لغت سے کہاوتیں تلاش کیجیے جن سے ذیل کے معنی نکلتے ہیں:**

- ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں پڑ جانا۔
- ہر آدمی کی اپنی صلاحیت دوسرے سے الگ ہوتی ہے۔
- ایک مقصد حاصل کرنا ہے مگر اس کے لیے ابھی بہت وقت درکار ہے۔

اضافی معلومات

طلسمِ ہوشربا

آپ نے الٰہ دین اور اس کے جن کی کہانیاں پڑھی ہوں گی۔ سندباد جہازی کے سفر کی کہانیاں بھی آپ نے پڑھ رکھی ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کہانیاں عربی کی مشہور داستان 'الف لیلہٰ' سے لی گئی ہیں۔ دنیا کی تقریباً ہر اہم زبان میں اس داستان کے ترجمے ہوئے ہیں۔ اس کی کہانیوں پر فلمیں اور ٹی وی سیریل بھی بنے ہیں۔ ایسی ہی ایک داستان 'طلسم ہوشربا' ہے۔ یہ داستان بہت طویل یعنی ہزاروں صفحات پر پھیلی ہے۔ اس کی تالیف منشی محمد حسین جاہ نامی داستان گو نے ۱۸۸۰ء میں کی اور اگلے گیارہ برسوں یعنی ۱۸۹۱ء تک اس کی چار جلدیں لکھیں۔ ان کے بعد ۱۸۹۷ء میں ایک اور داستان گو احمد حسین قمر نے اس میں مزید دو جلدوں کا اضافہ کیا۔ یہ داستان اُردو ادب کی مشہور ترین داستان اور قصہ گوئی کا ایک نادر نمونہ ہے۔ 'طلسم ہوشربا' جادوئی قصوں اور کرداروں کے حیرت انگیز کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے اہم کرداروں میں امیر حمزہ، عمرو عیّار، افراسیاب، ملکہ حیرت جادو وغیرہ شامل ہیں جن کے جادوئی کرشمے پڑھنے والوں کو دنگ کر دیتے ہیں۔ اس داستان میں زبان کی چاشنی، معلومات کی رنگارنگی، ادب کی تقریباً تمام اہم اصناف کی مثالیں اور واقعات کی حیرت آفرینی کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔